Vol.5No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

یورپ میں اسلاموفوبیا کی روک تھام کے لیے عملی اقدامات کا جائزہ

Review of Practical Measures to Prevent Islamophobia in Europe

سید اسامہ بخاری، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

ڈاکٹر سید عبدالغفار بخاری، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

Abstract:

Islam promotes tolerance. Islamic society is against prejudice, extremism and coercion and in the same way Islamic beliefs give sanctity to life, protection of honorable women, justice and fairness, equality, tolerance, forgiveness. Islamophobia has become a major challenge in our time. We must prepare and send young people to Europe who regularly spread the true teachings of Islam to the people of the West and answer every question that arises against Islam in the best possible way. It is important for thinkers and intellectuals to see what Islamic organizations want to counter Western colonialism with guns. Have they benefited Islam and the ummah and are they doing more harm? If the answer is yes, then of course the strategy of confronting the Western colonialism will have to be changed. Not only sound education but his alertness and dedication too are most required. So that the world may be aware of the true teachings of Islam and this trick of negative propaganda against Islam may itself become a means of introducing Islam in the West. And there is a need to take practical steps to prevent it, including proper education and training, which is important for the media to play an important role in promoting peace. This article attempts to review effective measures.

Keywords: Islamophobia; Islamic society; equality

اسلام ایک مکمل دین ہے اسلام میں جہاں زندگی کے ہر شعبے کے لیے ضابطہ دیا وہاں معاشرے کی اجتماعیت کے تحفظ کا بھی اہتمام کیا۔ اس مقالہ کے مضامین کا مقصد صرف یہ کہ امت مسلمیہ کے اندر دوست و دشمن کی پہچان کا حلقہ پیدا ہو جائے۔ یورپ اور عالم اسلام کے مابین پائے جانے والی کشمکش بہت پرانی ہے اور اس کی جڑیں نہایت گہری ہیں لہذا اس کشمکش کے عملی مظاہر سے پہلو تہی کرتے ہوئے سطحی طور پر گزر جانا کافی مشکل ہے۔ مغربی اقوام بد قسمتی سے مختلف ادوار میں اپنے سیاسی مخالفین کے خلاف نفرت انگیز پروپیگنڈوں کا ہتھیار استعمال کرتے رہے ہیں شاید کسی زمانہ میں یہودیوں کے خلاف بھی اس طرز عمل کو اختیار کیا گیا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کے ساتھ یہی رویہ اختیار کیا جارہا ہے اور نفرت کی دیواریں کس طرح اُٹھائی جارہی ہیں کہ ایک ہی سماج میں لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے کے لیے روادار نہ ہوں۔ خاص طور پر اسلاموفوبیا کی وجہ سے مسلمان اقلیتیں اپنے جائز حقوق سے محرومی کا شکار ہوتیں ہیں کہ اسلام مخالف لوگ جو اسلام کو، جارح مذہب پر تشدد دیں، فتنہ فساد پھیلانے والا مذہب سمجھتے ہیں۔ ان کے تمام الزام بے بنیاد اور مخالفت پر مبنی ہیں۔ در حقیقت مغرب کا نام نہاد ترقی یافتہ معاشرہ ہی جدید جاہلیت کا مکمل نمونہ ہے اور اسلام کے خلاف مغرب کا عداوت و کینہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے اور اسلام ایک جارح مذہب کے طور پر پیش کرنا اہل مغرب کا پرانا مشغلہ ہے۔

عصر حاضر میں یورپ کے تعلق سے ماہرین نفسیات نے ایک ایسی عقلی اور دماغی بیماری کے جراثیم (اسلاموفوبیا) کا انکشاف کیا ہے کہ اس مرض کا شکار انسان اسلام کی نفرت کی آگ میں خود بخود جھلسنے لگتا ہے اور اس کو نظریہ حقارت سے دیکھنے لگتا ہے۔ اسی گھناؤنی ذہنیت نے اہل یورپ کو اسلام کے اندر ایسی تبدیلیاں کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ جو اسلام، عصر حاضر اور ترقی یافتہ دور اور ترقی یافتہ انسان کے افکار و نظریات سے ہم آہنگ ہو، باالفاظ دیگر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مذہب اسلام سے یورپ کا یہ مطالبہ ہے کہ وہ اپنے تمام قدیم امتیازات و تشخصیات کو پامال کر کے موجودہ یورپ کی سفات مادی تہذیب کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگ دے۔

در حقیقت اسلام دشمن قوتیں اسلام سے خوف زدہ ہیں اور اسلام کو اپنا دشمن سمجھتی ہیں اور یہ قوتیں اسلام کو اپنے لیے خوف اور مذہب کے لیے خطرہ قرار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں اہل یورپ کی تقلید نہ کریں۔ بلکہ مسلمان ہی ان کی تہذیب و ثقافت کو اپنا لیں اور اس لیے اسلام دشمن طاقتوں ''اسلام فوبیا کی اصطلاح کو عام کیا۔'' اسلامو

Vol.5No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

فوبیا درحقیقت ایک مریضانہ خوف کا نام ہے جس کا مقصد اسلام کو جارح مذہب کے طور پر متعارف کروانا ہے۔

مغربی اقوام کے نزدیک دنیا میں کمیونزم کی شکست کے بعد اسلام ہی سب سے بڑا خطرہ ہے، آج یورپ امریکہ میں ہزاروں کی تعداد ہر سال اسلام قبول کر رہی ہے، گزشتہ چند سالوں سے پندرہ ہزار سے زیادہ امریکی فوج مشرف بااسلام ہو چکی ہے۔اسلام کی خوبیاں جوں جوں اُجاگر ہو رہی ہیں لوگ اسطرح اسلام کے گرویدہ بن رہے ہیں۔اسلاموفوبیا کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے اسلام کی خوبیوں سے اہل مغرب کو متعارف کروانا بہت ضروری ہے۔

میرے اس مجموعہ میں اسلاموفوبیا کی وجہ سے دوسری اقلیتیں جو اپنے جائز حقوق سے محرومی کا شکار ہیں ان پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اقلیتوں کے حقوق کے متعلق اس موضوع سے اسلاموفوبیا کو جوڑ دیا گیا ہے۔کتاب کے اکثر مضامین مختلف مجلات ورسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ان مضامین میں ایک عدد مشترک ہے اور وہ اسلام کی نظام وحیات کی برتری اور اس کی عظمت ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے۔

تحقیق کا بنیادی سوال:

اسلام کی غلط تشریح اور تعبیر مغربی دنیا میں اسلام وفوبیا کی ترویج کا باعث بن رہا ہے۔جس کی وجہ سے مغربی دنیا کے لوگ اسلام اور مسلمانوں کو اپنی تہذیب اور قومیت کیلیے خطرہ سمجھنے لگے ہیں۔ان حالات میں خالص علمی بنیادوں پر اسلام کی عصری معنویت کو اجاگر کرنا اور اسلاموفوبیا کی روشنی میں معاصر رجانات کا جائزہ لینا جانا ضروری ہے۔ جس کے بنیادی سوالات یہ ہو سکتے ہیں کہ اسلاموفوبیا کی روک تھام کے لیے کون سے اقدام کیے گئے ہیں

اسلام پر کوئی بھی ایسا زمانہ نہیں گذرا جب دشمنان اسلام کی شر انگیزیوں سے مسلمان محفوظ رہے ہوں اسلام دشمن عناصر ہمیشہ سے ہی اپنے نت نئے فتنوں سے مسلمانوں کو پریشان کرتے آرہے ہیں زمانے کے بدلتے تقاضوں کے ساتھ ساتھ اسلام دشمن قوتوں کے انداز واطوار بھی بدل گئے ہیں بھیڑ کی کھال میں بھیڑیا کی مانند اپنے چہرے پر غلاف چڑھائے کبھی تو منہ سے شیرینی ٹپک رہی ہوتی ہے اور کبھی اپنا اصلی مکروہ چہرہ لیے ڈٹ کر کھڑے ہوتے ہیں۔

یہ ''اسلاموفوبیا'' کی اصطلاح مغرب کی اختراع ہے اور اس اصطلاح میں اسلام دشمنی اور اسلام سے خوف نفرت کے اجزاء شامل ہیں اسلام دشمن عناصر نے ایک بیماری کیطرح مذہب اسلام کی شبیہ پیش کرنے کے لیے اسلام کے ساتھ ''اسلاموفوبیا'' کا لفظ جوڑا اور ''اسلاموفوبیا'' کو اپنی تشہیری طاقت کے ذریعے پوری دنیا میں پھیلا کر اسلام کی شبیہ کو نقصان پہنچانے کی مذموم کوشش کی۔

اقلیت کی تعریف:

اقلیت سے مراد وہ چھوٹا طبقہ ہے جو مذہبی، لسانی، ثقافتی، اور نظریاتی طور پر ملک کی بقیہ آبادی سے مختلف ہو۔

مذہبی اقلیت:

اقلیتی مذہب ایک اصطلاح ہے، یہ کسی ملک، ریاست، صوبہ یا علاقہ وغیرہ میں کل آبادی میں سے پیروکاروں کی کم تعداد رکھنے والے مذہب کے لیے وہاں پر استعمال کی جاتی ہے جیسے پاکستان کی 90٪ سے زائد آبادی مسلمان ہے تو پاکستان میں مسیحیت اقلیتی مذہب کہلاتا ہے جب کہ آسٹریا میں اسلام کے پیروکار مسیحیت کے مقابلے میں کم ہیں، اس طرح وہاں اسلام اقلیتی مذہب ہے۔[1]

اقلیتوں کے حقوق اسلامی تعلیمات کے تناظر میں:

اسلام ایک زندہ مذہب ہے اسلام میں کوئی ایسا اصول یا ضابطہ نہیں رکھا گیا جو شرف انسانیت کے منافی ہو چونکہ یہ دین شرف انسانیت کا علمبردار ہے۔اگر ہم تاریخ پر غور

1: www.wikipedia.com

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

کریں تو کوئی ایسا واقعہ نہ ملے گا جس میں کسی مسلم حکمران نے کسی غیر مسلم اقلیت کیساتھ غیر منصفانہ رویہ روا رکھا ہو حربی پسِ منظر میں بعض فوجی جرنیلوں یا چھوٹے افسروں سے غلطیاں ضرور ہوئی لیکن جب بات اعلیٰ حکام تک پہنچی تو حرمت میں ان غلطیوں کا تدارک کروایا گیا اصلاح کیطرف توجہ دی گئی۔

اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو بھی وہ تمام حقوق مہیا کئے گئے جن کو ایک مثالی معاشرے میں تصور کیا جا سکتا ہے۔اسلام اقلیتوں کے حقوق پر بہت زور دیتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

”دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے اب جو کہ طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک مضبوط سہارا تھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے“۔[2]

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

”لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ

”تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین“۔[3]

مندرجہ بالا آیات کی رو سے اسلام میں اقلیتوں کے حقوق پر کس قدر زور دیا گیا ہے اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس ضمن میں حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کا فرمان ہے۔

”من قتل معاھدا لم یرح رائحۃ الجنۃ وان ریحھا توجد من میسرۃ اربعین عاما“

”جس کسی نے کسی معاہد (اقلیتی فرد) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک پھیلی ہوئی ہے“[4]

عالم اسلام میں اقلیتوں کے حقوق کی کس قدر پاسداری کی جاتی ہے اس کا اندازہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کی اس حدیث مبارکہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

”الا من ظلم معاھدا او انتقصہ او کلفہ فوق طاقتہ او اخذ منہ شیا بغیر طیب نفس فانا حجیجہ یوم القیامۃ"

”خبردار جو شخص کسی معاہدہ پر ظلم کرے گا اسکے حقوق میں کمی کرے گا یا اسکی طاقت سے زیادہ اس پر بھار ڈالے گا یا اس سے کوئی چیز اسکی مرضی کے خلاف وصول کریگا اسکے خلاف قیامت کے دن میں خود مستغیث ہوں گا۔[5]

حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کی خدمت میں حبشہ کے عیسائیوں کا وفد آیا حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین نے انھیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا گیا اور انکی مہمان نوازی خود اپنے ذمے لی اور ارشاد فرمایا۔[6]

”انھم کانو الا صحابنا مکرمین وانی اجب ان اکا فتھم"

”یہ لوگ ہمارے ساتھیوں کے لیے ممتاز منفرد حیثیت رکھتے ہیں اس لیے میں نے پسند کیا کے میں بذات خود انکی تعظیم و تکریم اور مہمان نوازی کروں۔[7]

1: سورۃ البقرہ،2:256

2:سورۃ الکافرون،109:6

1: بخاری، الصحیح، کتاب الجزیہ باب اثم من قتل،3:1154، رقم:2995

2: رواہ ابوداؤد، کتاب الجہاد، مشکوۃ علی المرقاۃ، کتاب الصلح:9/89

3: انھم کانواہ صحابنا مکرمین، وانی احب ان اکا فھم

1: بیھقی، شعب الایمان،6:518، رقم 9125

Vol.5No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

مندرجہ بالا لکھی احادیث مبارکہ اسلام میں اقلیتوں کے حقوق کو واضع کرتی ہیں اس طرح ایک دفعہ مدینہ منورہ میں نجران کے عیسائیوں کا 12 رکنی وفد آیا حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کے حکم پر مسجد نبوی میں ٹھہرایا گیا حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین نے ان مسیحیوں کو اجازت فرمائی کہ وہ مسجد نبوی میں اپنے طریقے سے اپنی نماز ادا کریں۔ چنانچہ ان لوگوں نے مشرق کیطرف رخ کر کے مسجد نبوی میں اپنی نماز ادا کی اور جب تک قیام کیا ایسے ہی نماز ادا کرتے رہے۔[8]

حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین نے 8ھ میں نجران کے عیسائیوں سے معاہدہ فرمایا اور ان پر جزیہ عائد کیا، انکے بعد ایلہ، اذرح، اذرعات وغیرہ قبائل سے معاہدے ہوئے، حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین نے تحریری ہدایت کے ذریعے انکے لیے درج ذیل حقوق کا تعین فرمایا جو سیر و تاریخ کی مختلف کتابوں میں محفوظ ہے۔

(1) کوئی دشمن ان پر حملہ کرے تو ان کیطرف سے مدافعت کی جائے، یحفظوا ولیمنعو "یعنی ان کی حفاظت کی جائے گی اور دشمنوں کے شر سے ان کو بچایا جائے گا۔[9]

(2) ان کو ان کے مذاہب سے ہر گز برگشتہ نہیں کیا جائے گا۔

(3) ان کی جان محفوظ رہے گی۔

(4) ان کا مال محفوظ رہے گا۔

(5) جزیہ کی ادائیگی کے لیے ان کو محصل کے پاس جانا نہیں پڑے گا۔

(6) ان کو مذہبی و صلی تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

(7) پادری، راہب اور گرجوں کے عہدادار ان اپنے عہدوں سے برطرف نہیں کئے جائیں گے۔

(8) ان کے قافلے اور تجارتی کارواں محفوظ رہیں گئے۔

(9) وہ تمام چیزیں جو ان کے قبضے میں تھیں بحال رہیں گے۔

(10) ان کی زمین محفوظ رہے گی۔

(11) جو لوگ اس وقت موجود نہیں ہیں، ان قوانین کا اطلاق ان پر بھی ہو گا۔

(12) صلیبیوں اور مورتیوں کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔

(13) ان کو جو حق پہلے حاصل تھا، ختم نہیں کیا جائے گا۔

(14) ان سے عشر نہیں لیا جائے گا۔

(15) فکر و عقیدہ کی آزادی ان کو حاصل رہے گی۔

(16) ان کے ملک میں فوج نہیں بھیجی جائے گی۔

(17) معاہدہ کے الفاظ کتابوں میں اسطرح نقل کئے گئے ہیں۔

"والنجران وحاشیتها جوارالله وذمة محمد النبی الله علیه وسلم علی انفسهم و ملتهم وار نهم واموالهم وعائبهم وارفهم ، لا یغیر حق من حقوقهم والا بغیر ما کانو علیه والا یغیر حق من حقوقهم وا مثلتهم ، والا یفتن حق بن اسقفیتة والا راهب من

2: ابن قیم، زادالمعاد، 629:3

3: فتوح البدان، امام احمد بن یحیٰ بن جابر بن داؤد ابلازری ص:59

Vol.5No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

رھبانیہ وال دافۃ من دفاھیۃ علی ماتحت ادیھم من قلیل اور کثیر اویس علیھم دھق وال دم باھلیۃ وال یعشروں وال یعثرون والا یطاارفھم جیش الخ"[10]

اقلیت کا مفہوم:

ڈکپنین نے اقلیت کی تعریف کچھ اسطرح کی ہے۔

”ملک کے شہریوں کا وہ طبقہ جسکی تعداد کم ہے جو ملک میں حاکمانہ حیثیت میں نہیں ہے، جوان نسلی، مذہبی یا لسانی خصوصیات کا حامل ہے جو ملک کے اکثریت طبقہ سے مختلف ہیں اور جو باہم اتحاد ویگانگت کا شعور رکھتاہے اور اپنے اجتماعی وجود کی بقاءاور اکثریت کیساتھ مساوات چاہتا ہے“۔

اس تعریف کے پیش نظر اقلیت مندرجہ ذیل خصوصیات سامنے آتی ہیں۔

1. غیر حاکمانہ حیثیت
2. اپنی شناخت کے تحفظ کی خواہش
3. باہمی اتحاد کا شعور
4. تعداد کی قلت
5. امتیازی شناخت

اقلیتوں کے تحفظ کا دارومدار:

”اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ سے ریاستوں کے سیاسی اور سماجی استحکام میں اضافہ ہوتا ہے۔اقلیتوں میں اضافہ ہوتا ہے اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ پر عمل درآمد کی بدولت ریاستوں کے اندر مختلف نسلی مذہبی اور لسانی گروہوں میں جو تضادم پیدا ہوتا ہے۔جس سے ملک کی تعمیر وترقی پر منفی اثر پڑتا ہے اسے روکا جاسکتا ہے۔

کیونکہ فکر اپنے حقوق سے محرومی کا احساس ہی دراصل تنازع اور تشدد کے رجحان کو فروغ دینے کا سبب بنتا ہے اور اگر اکثریت کے ساتھ اقلیت میں بھی اپنے انسانی حقوق کے تحفظ کا اطمینان پیدا ہو جائے تو سماجی امن اور ملکی ترقی کی راہ بہت حد تک آسان ہو جاتی ہے۔اس لیے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل نے ”ایجنڈا برائے امن“ میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا ہے کہ اقلیتوں کے حقوق کا احترام قیام امن گروہی تصادم کو روکنے اور تصادم کے بعد بھی استحکام عطاء کرنے میں موثر رول ادا کرتا ہے۔

منٹگمری واٹ کا نظریہ:

”غیر مسلم اقلیتوں سے سلوک کے معاملہ میں اسلامی ریاستیں بحیثیت مجموعی بہترین ریکارڈ رکھتی ہیں،ان کے ساتھ حسن سلوک مسلمانوں کے لیے ایک اعزاز کی بات تھی،خلفاء راشدین کے زمانہ میں ذمیوں کے تحفظ کو مرکزی حیثیت حاصل تھی،ہر غیر مسلم اقلیت بیت المال کو مال یا نقدی کی صورت میں معاہدہ کے مطابق سالانہ جزیہ ادا کرتی،اسے تقریباً اتنا ہی فی کس محصول بھی ادا کرنا پڑتا،اس کے بدلے اسے بیرونی دشمنوں سے تحفظ ملتا اور ان داخلی جرائم سے بھی تحفظ کی مستحق بن جاتی جو خود مسلمانوں کو حاصل ہوتا،ہر اقلیت اپنے داخلی معاملات میں خود مختار تھی۔حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کے زمانہ میں جتنے معاہدات ہوئے،ان سب میں واضح طور پر اس امر کی ضمانت دی گئی کہ ہر ذمی اقلیت کو اپنے مذہبی معاملات میں مکمل آزادی حاصل ہو گی اور یہ آزادی بعد کے زمانوں میں بھی برقرار رہی۔[11]

ہینز کیلس کا نظریہ:

1: فتوح البلدان:65

1: دی مجسٹی ویٹ واز اسلام شدوک اینڈ جیکسن،لندن 194،7ء بحوالہ بنیادی حقوق:971

Vol.5No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

”خالص قانونی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو منشور کی دفعات کسی بھی ملک پر انہیں تسلیم کرنے اور منشور کے مسودہ اس کے ابتدائیہ میں صراحت کردہ انسانی حقوق اور آزادیوں کو تحفظ کی پابندی عائد نہیں کرتیں، منشور کی زبان میں کسی ایسی تعبیر کی گنجائش نہیں ہے، جس سے یہی مفہوم نکلتا ہو کہ رکن ممالک اپنے شہریوں کو انسانی حقوق اور آزادیاں دینے کے قانونی طور پر پابند ہیں۔[12]

دین اسلام میں جس قدر اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا ذکر ہے وہ ہمیں کسی دوسرے مذہب میں دیکھنے کو نہیں ملتا، اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے احوالے سے اسلام کا اگر مغرب سے موازانہ کیا جائے تو دین اسلام صفِ اول میں کھڑا ہوگا۔

مذہبی حقوق کا تحفظ:

اسلامی قانون میں اقلیتوں کے مذہبی حقوق کو پورا تحفظ دیا گیا ہے۔

حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کے ارشاد کے مطابق ”حکومت وقت کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ کسی قوم یا فرقہ کے مذہبی مقامات پر تسلط جمائے یا ان کے مذہبی نظام میں مداخلت کرے“

”خلیفہ ہادی کے زمانہ 149ھ میں جب علی بن سلیمان مصر کا گورنر مقرر ہوا تو حضرت مریم کے گرجا اور چند گرجوں کو منہدم کرا دیا، ہادی نے ایک سال کی خلافت کے بعد وفات پائی اور ہارون رشید تخت نشیں ہوا، اس نے علی کو معزول کر کے 171ھ میں موسیٰ بن عیسیٰ کو مصر کا گورنر مقرر کیا، موسیٰ نے گرجوں کے معاملہ میں علماء سے استغناء کیا، اس وقت مصر میں حضرت لیث بن سعد، سب سے بزرگ عالم دین تھے، انہوں نے فتویٰ دیا کہ منہدم شدہ گرجے دوبارہ تعمیر کئے جائیں، اس لیے کہ یہ تمام گرجے خود صحابہ اور تابعین نے تعمیر کرائے تھے، چنانچہ سرکاری خزانے سے تمام گرجوں کی تعمیر کرا لی گئی۔[13]

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ میں سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے کس قدر مذہبی آزادی کا زور دیا۔

"لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ڐ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ

”دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔“[14]

اس طرح ایک اور جگہ قرآن الکریم میں حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین مخاطب کر کے فرمایا گیا۔

”اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝21 لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَّيْطِرٍ

”اچھا تو اے نبی ﷺ نصیحت کئے جاؤ تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو[15]“

مغرب میں اقلیتوں سے سلوک اور اسلاموفوبیا:

روز اول سے ہی اہل مغرب مسلمانوں کو اپنے لیے خطرہ تصور کرتے ہیں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مغرب ہندومت اور بدھ مت کو تو کسی تک برداشت کر لیتا ہے گو وہ اپنے سوا کسی تہذیب اور ثقافت کو اپنا مد مقابل نہیں سمجھتا، لیکن اسلام سے جو بغض و عناد ہے اور مغرب کی اس سے جو عداوت ہے وہ کسی دوسری تہذیب سے نہیں اس کی گھٹی میں پڑا

1: دی لاء آف یونائیٹڈ نیشن لندن ! 15: 1950ء

2: تاریخ مصر اللمقریزی:511/12 النجوم الزالرۃ واقعات:171ھ بحوالہ قوانین عالم۔۔۔296،1

1: سورۃ البقرۃ:256

2: سورۃ الغاشیۃ:21/22

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

ہے، حالانکہ اسلام بدھ مت اور ہندومت کے فلسفہ کے مقابلہ میں مغربی اور عیسائی ویہودی اقدار Values کے قریب تر ہے کیونکہ اسلامی اقدار یورپی مغربی فکر کو پریشان اور ڈسٹرب کر دیتی ہے اور اس کا سبب جذباتی تعصب ہے، کیونکہ اسلام کی اقدار یورپی اور مغربی اقدار سے اتنی قریب ہے کہ وہ ان کے لیے ایک چیلنج بن جاتی ہے۔ بطور خاص یورپ اور امریکی سماجی وروحانی زندگی کے لیے یہ وجہ ہے کہ امریکہ اور خصوصاً یورپ میں مسلمان اقلیتوں سے بڑا سلوک کیا جاتا ہے۔ ڈنمارک میں مسلمانوں کی دل آزاری کے لیے اخبارات نے ایسے کارٹون شائع کئے جن سے حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کی شان میں گستاخی ہوئی تھی اور وہ اہانت حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کا سبب بنے۔

اسی طرح سانحہ نیوزی لینڈ مسلمانوں کی دل آزاری کا سبب بنا فرانس میں بچیوں کو سکول سے نکال دیا گیا کیونکہ انھوں نے حجاب اوڑھا ہوا تھا اہل مغرب میں اسلام کا تشخص مٹانے کے لیے ہر حربہ آزمایا اور اسلامی شعائر پر پابندی عائد کی۔

افغانستان پر روس کے حملہ اور قبضہ سے اسلام کو عجیب عجیب آزمائشوں سے گزرنا پڑا، مجاہدین افغانستان جن کی پشت پناہی امریکہ کر رہا تھا، اس میں جب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ بعض معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دخل تھا، آخر پاکستان اور طالبان کی مدد سے افغانستان سے روس کو ہٹا دیا گیا، تو اب باقی ماندہ افغانستان اور طالبان، بالخصوص امریکہ امر بالعموم مغرب کی دشمنی کا ہدف بن گئی، نتیجہ میں امریکہ کی شہ پر ناٹو نے افغانستان کو تہس نہس کر دیا۔

عصر حاضر میں مسلمانوں کے سامنے فلسطین، بوسینا، افغانستان اور عراق کی مثالیں موجود ہیں، یہ ساری جارحیت اس لیے کی جارہی ہے کہ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے ان میں الجھایا جائے اور ترقی وخوشحالی کے راستے پر ان کی پیش قدمی کو روکا جاسکے اور انہیں مایوسی اور محکومی کی تاریکیوں میں اسیر رکھا جائے۔

الغرض جو کچھ اہل مغرب اور دشمنان اسلام مسلمانوں کے خلاف کر رہے ہیں یہ محض اسلام فوبیا کے مظاہر ہیں مسلم اقلیتوں کی دل آزاری کا کوئی پہلو نہیں چھوڑا جاتا یہ لیکن انشاءاللہ ہماری پریشانیاں ختم ہو جائیں گی اور آنے والے کل میں صرف اسلام کا ہی بول بالا ہو گا۔

Vol.5No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

میڈیا کا کردار کسی بھی ملک کے بگاڑ یا سنوارنے میں اہم ہوتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ ہماری زندگی پر میڈیا کے بہت سے مثبت اور منفی دونوں اثرات مرتب ہوتے ہیں کسی بھی ملک کا میڈیا اس ملک کے معاشرے کی اصطلاح کرتا ہے۔

عصر حاضر میں جہاں انسان نے زندگی کے ہر شعبے میں بڑی ترقی کرلی ہے وہاں ذرائع ابلاغ ایک بڑا اہم موضوع ہے جو موجودہ صدی کے ترقی یافتہ انسان کا موضوع رہا ہے۔ میڈیا میں خواہ انٹرنیٹ ہو یا ٹی وی یا بھی اخبار اور رسائل و جرائد ہوں اس میڈیا کی ضرورت ہر دور میں ہی مسلم رہتی ہے عصر حاضر میں میڈیا کا مثبت کردار اتنا ہی ضروری ہے جتنا انسانی جسم کو غذا اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

ذرائع و وسائل کا استعمال قومی سطح پر ہو یا بین الاقوامی سطح پر یہ تعمیر و تہذیب دونوں مقاصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں وہ قومیں ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی ہیں جو اسکا مثبت استعمال کرتی ہیں اسکے برعکس کسی بھی چیز کا منفی استعمال تباہی و بربادی کیطرف لے جاتا ہے۔

میڈیا کی تعریف:

ذرائع ابلاغ سے مراد وہ تمام ذرائع ہیں جن کی مدد سے ہم اپنی بات دوسروں تک پہنچاتے ہیں اردو میں ذرائع ابلاغ اور انگریزی میں اسے میڈیا کہتے ہیں۔[16]

میڈیا کی درج ذیل اقسام ہیں

ذاتی مفاد میڈیا:

باہمی رابطے یا ذاتی دلچسپی کے ذرائع لوگوں کے مابین مواصلات قائم کرنے میں معاون ہیں وہی لوگ ہیں جو دو یا دو سے زیادہ افراد کو نجی شعبے میں بات چیت کرنے کی اجازت دیتے ہیں لہذا وہ ضروری ہے کہ دو طرف مواصلاتی طور پر جواب دیں۔

پرنٹ میڈیا:

تمام مطبوعہ مطبوعات، جیسے اخبارات، رسائل، بروشرز، بطور مطبوعہ میڈیا استعمال ہوتا ہے، جو معلومات کی ترسیل کے لیے مادی وسط کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ یہ بات چیت کا سب سے قدیم ذریعہ ہے۔

اس کے سنہری دور 19 ویں صدی سے 20 ویں صدی کے پہلے نصف تک پھیلا ہوا ہے فی الحال، یہ اب بھی ایک ایسا ذریعہ ہے جو وقار کو حاصل کرتا ہے، لیکن اس میں عام لوگوں کی دلچسپی آہستہ آہستہ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ڈیجیٹل پلیٹ فارم جیسے دوسرے میڈیا کی طرف ہجرت کرنے سے آہستہ آہستہ مسترد ہوگی ہے۔

ٹیلی ویژن:

ٹیلی ویژن دنیا کا سب سے مشہور سوشل میڈیا ہے یہ آڈیو ویزوئل میڈیا کے ساتھ ساتھ ریڈیو کا بھی ایک حصہ ہے، کیونکہ اس میں معلومات کی ترسیل کے لیے آڈیو اور صحیح ٹکنالوجی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی گنجائش کوریج اور آبادی کے لحاظ سے اس میں بہت زیادہ اس کے علاوہ اس کی مواد کی پیش کش قتنوع ہے اور اس کا مقصد ہر قسم کے سامعین، تعلیم، صحت، رائے، تفریح، افسانہ، معلومات، دستاویزی، فلمیں وغیرہ ہیں اسکی ایجاد 20 ویں صدی کی ہے۔

عصر حاضر میں میڈیا کی کارکردگی:

موجودہ دور میں میڈیا سے آگاہی سب سے زیادہ ضروری ہے اگر ہم معاشرتی ترقی کی منزل پانا چاہتے ہیں تو میڈیا سے ہم قدم ہوتے ہوئے اس سے ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہوگا۔ چونکہ موجودہ دور ٹیکنالوجی کا دور ہے اور موجودہ دور میں میڈیا کی اہمیت مسلم ہے آج کی میڈیا کا سب سے بڑا استعمال ذہن سازی، اور خاص مقصد کے لیے کیا جانے والا پروپیگنڈا

1: www.wikiedia.com

Vol.5No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ہے۔

میڈیا نے انسانی سوچ اور فکر کو جکڑ رکھا ہے انسانی قلوب واذہان وہی سوچتے ہیں جو میڈیا انہیں سوچنے کا کہتا ہے اور وہی دیکھتے ہیں جو میڈیا انہیں دیکھاتا ہے جہاں تک کہ حکومت بھی اپنی پالیساں اسی طرح بناتی ہے جو میڈیا انہیں باور کرواتا ہے گویا موجودہ دور میں ہر فرد کی سوچ مکمل طور پر میڈیا کی زیر اثر ہے اس ضمن میں میڈیا کو چاہئے کہ اپنا مثبت کردار ادا کرتے ہوئے دنیا کا روشن پہلو افراد کو دیکھائیں۔

میڈیا کا مثبت کردار اور قرآن کریم کے سنہری اصول:

قرآن پاک واحد وہ کتاب ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے کے متعلق رہنمائی حاصل ہوتی ہے خواہ اسکا تعلق سائنس سے ہو یا میڈیا سے ہو میڈیا کے حوالے سے جو رہنمائی ہمیں قرآن کریم سے ملتی ہے مندرجہ ذیل ہے۔

اخلاص اور صدق وعدل:

راست بازی اور عدل وانصاف کسی بھی ترقی یافتہ معاشرے کے لیے ضروری ہے جس معاشرے میں عدل وانصاف اور راست بازی نہ پائی جاتی ہو وہ معاشرہ ترقی کی منازل نہیں طے کر پاتا جو معاشرہ انصاف سے خالی ہوتا ہے وہ تعصب اور فریب کی دلدل میں پھنس جاتا ہے۔اس ضمن میں میڈیا کو چاہئے کہ اپنا مثبت کردار ادا کرے اور قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ پر عمل کرے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا 70 یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا

"اے ایمان لانے والو، اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو، اللہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے قصوروں سے در گزر فرمائے گا جو شخص اللہ اور اُسکے حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کی اطاعت کرے اس کے لیے بڑی کامیابی حاصل ہے"۔[17]

حدیثِ مبارکہ:

"ایک دفعہ ایک شخص حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں شہادت کا اقرار کرتا ہوں مگر اسلام لانے کی اپنے اندر جرات نہیں پاتا کیونکہ مجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین نے اُس سے فرمایا کہ کیا تم مجھ سے جھوٹ چھوڑنے کا اقرار کرتے ہو۔ کہنے لگا ہاں حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین نے فرمایا کہ مجھے تمہارا اسلام منظور ہے، چنانچہ جب وہ کوئی برائی کرنے لگتا ہے تو اس کو خیال آتا ہے کہ جب مجھ سے کوئی آدمی یا اللہ کا حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین پوچھے گا تو میں جھوٹ نہیں بول سکتا تو کیا کروں گا۔ وہ اس عیب سے باز رہتا، آہستہ آہستہ اس کے تمام اعمال درست ہو گئے۔[18]

ظلم وناانصافی کے خلاف آزادی رائے:

اسلام نے فرد کے ساتھ جہاں ادارے اور ذرائع ابلاغ کو جتنی آزادیاں دی ہیں وہاں ایک اہم حق ظلم وناانصافی کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ ذرائع ابلاغ جہاں کہیں بھی بے انصافی دیکھے اسکو احتجاج کرنا چاہئے، مظلوموں کی حمایت کرنی چاہئے انسانی غیرت وحمیت کا ثبوت دینا چاہئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

1: سورۃ الحزاب آیت: 70:71

2: مسند احمد: 4،155

Vol.5No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"لَا يُحِبُّ اللّٰہُ الْجَـــهْرَ بِالسُّوْۗءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ

"اللہ اسکو پسند نہیں کرتا کہ جو آدمی بد گوئی پر زبان کھولے، مگر یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو"۔[19]

حدیثِ مبارکہ:

"من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانۃ فان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الا ایمان"

"تم میں سے جو کوئی بھی برائی دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اُسے ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے روکنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے اگر زبان سے روکنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ اس کو دل سے برا جانے یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے"۔[20]

حدیثِ مبارکہ:

"ای الجھاد افضل قال کلمۃ حق عند سلطان جائر"

افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا"۔[21]

سازش سے پاک میڈیا:

جھوٹ اور بد گمانی دو ایسی چیزیں ہیں جو کسی بھی قسم کی سازش کی بنیاد میں معاون کردار ادا کرتی ہیں۔

اسلام ہمیں جھوٹ اور بد گمانی سے دور رہنے کا حکم فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا"

"اے لوگوں جو ایمان لائے ہو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو، کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اور تجسس نہ کرو"[22]

سازش کی بنیادیں ظن اور تجسس ہے، بد گمانی اور عیب جوئی کا عمل انسان میں مسلسل بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان اپنی حدود کو بھول جاتا ہے ظن اور تجسس دو ایسے عمل ہیں جو کسی بھی دشمنی اور عداوت کو جنم دیتے ہیں میڈیا اگر جھوٹ جیسی اخلاقی برائی کو دور کر لے تو اس سے معاشرے میں وہ باعزت مقام حاصل ہوگا، جو اسکا اصل اور صحیح حق ہے۔

میڈیا کا کردار اور اسلاموفوبیا:

اسلاموفوبیا کی اصطلاح اہل مغرب نے استعمال کی تھی یہ مغرب میں کوئی نیا رجحان نہیں بلکہ کافی عرصہ سے چلا آرہا ہے تاہم 9/11 کے بعد اس میں مزید اضافہ ہو گیا اسلاموفوبیا کے تحت ہمارے ملک پر تشدد کیا گیا ہے مقدس مقامات کو نشانہ بنایا گیا اور دہشت گردی کو ابھارا گیا جبکہ اسکا عنصر بھی مسلمانوں پر ڈال دیا گیا۔

اسلاموفوبیا کو فروغ دینے میں میڈیا سب سے زیادہ پیش پیش رہی ہے اس بات کا اعتراف الیزبتھ پال نے انسائیکلوپیڈیا آف ریس اور ایتھنک اسٹڈیز میں کیا ہے، مثال کے

1: سورۃ النساء آیت: 148

2: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من لاایمان، حدیث نمبر: 184، ج: 1، ص: 50

3: احمد بن شعیب آبو عبدالرحمن النسائی، المجتبی من السنن، مکتب المطبوعات الااسلامیۃ، حلب، الطبعۃ الثانیۃ، 1986/1406، تحقیق: عبدالفتاح ابو غر، کتاب، البعیۃ، فضل من تکلم بالحق عند امام جائر، حدیث نمبر 4209، س ن، ج: 7، ص: 141

1: سورۃ الحجرات آیت: /12

طور پر 1994 سے لے کر 2004ء تک برطانوی پریس میں شائع ہونے والے مضامین کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے نقطہ نظر کی نمائندگی بہت کم ہوئی ہے اور اگر کچھ ہوئی بھی تو وہ منفی نقطہ نظر ہے جو ادا اور بین لکھتے ہیں۔

"Hostility towards islam and Muslims are closely linked to media portrayals of islam as barbaric, irrational, primitive and sexist".[23]

11/9 کے واقعہ کے بمعہ مسلمانوں پر زہر اگلا جانے لگا۔ اور میڈیا نے ان واقعات کو پھیلانے میں منفی کردار ادا کیا اور مسلمانوں کے ساتھ دہشت گردی کا لیبل لگا دیا اسلام فوبیا کا سارا الزام مسلمانوں کے سر ڈال دیا گیا یہ کرنے والا مغربی میڈیا تھا جو کے پوری دنیا پر غالب ہے۔

اسلاموفوبیا کا تدارک:

اسلام فوبیا کے تدارک کے لیے Runnymede Trust نے 60 سفارشات پیش کی ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو میڈیا اور سیاست میں اپنا اشتراک بڑھانا چاہیئے، چنانچہ اس رپورٹ کے بعد ہی برطانیہ میں مسلمانوں نے ایک ادارہ'' مسلم کونسل آف برطانیہ'' کے نام سے قائم کیا تا کہ متحدہ ہو کر حکومت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ مسلمانوں کے مسائل پر سنجیدگی سے غور کرے اور انھوں نے میڈیا کے اداروں سے بھی ربط و ضبط بڑھایا تا کہ ذرائع ابلاغ میں اپنی بہتر نمائندگی کر سکیں، ظاہر ہے کہ صرف سیاست اور صحافت کے میدان میں کوشش کرنے سے مسائل حل نہیں ہو سکیں گے بلکہ ہزاروں ایسے میدان ہیں جہاں اسلاموفوبیا سے مقابلہ درپیش ہے تا کہ مسلمانوں کو معاشی وسیاسی اور عوامی زندگی میں یکتا و تنہا کرنے کی جو کوشش ہو رہی ہے۔ اس کا کامیاب مقابلہ کیا جا سکے۔

اسلاموفوبیا کا تدارک اور میڈیا کا مثبت کردار:

آج کل اسلاموفوبیا ایک بہت بڑا چیلنج بن چکا ہے اور جس طرح لوہا لوہے کو کاٹتا ہے بالکل اسی طرح میڈیا بھی اسلام کے خوف کو دور کرنے کے لیے اور مسلمانوں کے اعزاز کو برقرار رکھنے کے لیے بہت مفید ہتھیار ثابت ہو سکتا ہے ضرورت اس بات کی ہے چاہیئے دنیا مشرق ہو یا مغرب ہر فرد کو ہر بات باور کرائی جاتی ہے کہ انتہا پسندی اور دہشتگری کا نقصان صرف اور صرف مسلمانوں کو ہی ہوا ہے لہذا مغربی دنیا کی طرف سے وکٹم بلیمنگ کا گھناونا کھلواڑ بند کیا جائے۔ میڈیا کو چاہیے کہ وہ پبلک ریلیشنگ کے ذریعے لوگوں کو اسلام کے حقائق سے آگاہ کریں۔

انٹرنیشنل اسلاموفوبیا کا تدارک کانفرنسز کا اہتمام:

اس پلیٹ فارم کے تحت مسلم اور غیر مسلم ممالک میں موجود جامعات میں اسلاموفوبیا کے تدارک کے عنوان سے کانفرنسز کا اہتمام کیا جائے جس میں مسلم دانشور، علماء اپنے خیالات کا اظہار کریں اور آخر پر موجود طلباء و طالبات کے سوالات کے جوابات دینے کا اہتمام کیا جائے۔ درج ذیل وہ ادارے جو مغرب میں اسلاموفوبیا کی روک تھام کے لیے کام کر رہے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

The vo' ice of to anti-racist movement in Euorope.

یہ ادارہ 1998ء میں قائم ہوا اس ادارے کے مختلف کام ہیں مثلاً اسلاموفوبیا، نسل پرستی کا جرم وغیرہ اس ادارے کے قیام کا مقصد معاشرے میں مساوات کرنا، یک جہتی قائم کرنا ہے۔

Cair www.cair. Com/about us.council an American Islami Relation.

اس ادارے کے قیام کا مقصد معاشرتی انصاف اور معاشرے کی مختلف اکائیوں کے درمیان ربط قائم کرنا ہے اس ادارے کا مشن اسلامی فکر کو آگے بڑھانا اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت، اسلاموفوبیا اور امریکی مسلمانوں کو طاقتور بنانا ہے۔

Crime Survey for England and wales.

یہ ادارہ معلومات کے ایسے ذرائع فراہم کرتا ہے جن سے معاشرے میں جرائم کی سطح کا علم ہوتا ہے اور معلومات ملکی پالیسی بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے یہ ادارہ اسلام فوبیا

2:Benn, Jawad-165

Vol.5No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

پر بھی جامع رپورٹ نشر کرتا رہتا ہے۔

From of Europeon Muslim youth and studentorginazation

یہ ادارہ بھی یورپ میں قائم ہے اور وقتاً فوقتاً یہ اسلام فوبیا کے متعلق اپنی رپورٹ نشر کرتا رہتا ہے اور اس ادارے کے قیام کے مقاصد میں سے ایک مقصد اسلام فوبیا کو کنٹرول کرنا بھی ہے اس ادارے نے 2011ء میں یورپین سنٹر آف کونسل کے تعاون سے ایک رپورٹ نشر کی جس کا موضوع یہ ہے۔

"Rcomboting islamphobia through intercvltured and interreligious work".24

عالمگیریت:

اسلام در حقیقت ایک عالمگیر مذہب ہے:

اسلام کی عالمگیریت کا اعتراف نامور انگریز مفکرین نے جا بجا کیا ہے اگر ان کے اسلام حق میں تاثرات جمع کئے جائیں تو کئی مجلات وجود میں آسکتی ہیں۔ اسلام کی عالمگیریت پر لیونارڈو نے ایک کتاب۔

"Islam Her Moraal and Spiritual Values"

لکھی جس میں اس نے لکھا کہ:

"یہ سچ ہے کہ عرب بذات خود نادر اور بہادر لوگ تھے مگر یہ (حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین) کی ذہانت اور ولولہ تھا جو انہوں نے اسلام کی روح کے ذریعے اُن کو عطا کیا، اس نے ان کو سرفراز کیا، کاہلی اور قبائلی جمود کے گڑھے سے نکالا اور انہیں قومی اتحاد اور بادشاہیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا"۔

مشہور مغربی مفکر سکاٹ لکھتا ہے:

"حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کا بدترین دُشمن بھی آسانی سے آپ کے پاس جا سکتا تھا آپ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ مصافحہ کرتے ہوئے آپ اپنا ہاتھ ملنے والے کے ہاتھ میں اس وقت تک رہنے دیتے تو جب تک ملنے والا خود اپنا ہاتھ پیچھے نہ کرتا محمد (ﷺ) جب اس دنیا سے اُٹھے تو عرب کے بلا شرکت غیر حکمران ہونے کے باوجود کوئی دنیوی اور مادی ترکہ چھوڑ کر نہ گئے حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین نے اپنے پیچھے دین اسلام اور اپنی زندگی کا نمونہ چھوڑا جو ہمیشہ کے لیے تقلید ہے حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کی تعلیمات کی روشنی نے تاریکی ختم کر دی"۔

خلاصہ بحث:

اسلام رواداری کو فروغ دیتا ہے۔ اسلامی معاشرہ تعصب، شدت پسندی اور زور زبردستی کے خلاف ہے اور اسی طرح اسلامی عقائد حرمت جان، تحفظ ناموس خواتین، عدل اونصاف، مساوات، بردباری، عفو ودرگزر کا درس دیتا ہے۔ عصر حاضر میں اسلاموفوبیا ایک بڑا چیلنج بن چکا ہے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ایسے نوجوان تیار کر کے یورپ میں بھیجیں جو اسلام کی صحیح تعلیم کو باقاعدگی کے ساتھ اہل مغرب تک پہنچائیں اور اسلام کے خلاف اُٹھنے والے ہر سوال کا بطور احسن طریقے سے جواب دیں۔ مفکرین اور دانشوروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ دیکھیں کے جو اسلامی تنظیمیں بندوق کے ذریعے مغربی استعمار کا مقابلہ کرنا چاہتی ہیں کیا انھوں نے اسلام کو اور امت کو فائدہ پہنچایا وہ زیادہ نقصان پہنچا رہی ہیں؟ اگر جواب ہاں میں نکلتا ہے تو یقیناً مغربی استعمار سے مقابلے کی حکمت عملی تبدیل کرنا ہوگی بڑا امن جدوجہد اور سنت نبوی کے مطابق عفو ودرگزر کی پالیسی جلد تبدیلی لاسکتی ہے۔ اسلاموفوبیا کی صورت میں اسلام کو درپیش چیلنج کا امت مسلمہ کو نہ صرف ادراک کرنے کی ضرورت ہے بلکہ اسلام کو دنیا انسانیت تک پہنچانے کی بھرپور جہد وجہد کی بھی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ دنیا اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگاہ ہو سکے اور اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کی یہ چال خود مغرب میں اسلام کے تعارف کا ذریعہ بن جائے۔ اور روک تھام کے

1: www.enor.ea.org

Vol.5No.2 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

لیے عملی اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے جس میں صحیح تعلیم وتربیت جو امن پر مبنی ہو اسی طرح میڈیا کو اہم کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ مقالہ ھذا میں موثر اقدامات کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

نتائج:

1. اسلاموفوبیا کی بدولت مسلمانوں اور اسلام سے بدظنی بڑھ گئی ہے اور رائے عامہ گمراہی کی راہ پر لگادی گئی ہے۔
2. بڑے پیمانے پر مسلمانوں کا غیر مسلمانوں سے تعامل (Interaction) سطحی ہوتا جارہا ہے اور غیر مسلم ان سے معاملہ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں مسلم علاقوں میں جانے سے غیر مسلموں کی اکثریت ڈرتی ہے، مسجدوں سے "حی علی الصلاۃ" پکارا جاتا ہے تو غیر مسلم پڑوسی سمجھتے ہیں کہ مسجد میں نیا اسلحہ آگیا ہے، جب مسلمان مقرر مسلم مسائل کی بات کرتے ہیں تو غیر مسلم اسے "مسلم میزائل" سمجھتے ہیں۔
3. ہزاروں مسلمان نوجوانوں کو دہشت گردی کے نام پر جیلوں میں ڈال دیا گیا ہے، تاکہ دہشت گردی کی کہانی میں صداقت پیدا ہو، اور اسکے نیتجے میں مسلمان نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے اور اچھے کیریئر بنانے کی راہ میں دشواریاں پیش آرہی ہیں۔
4. مسلمانوں کے لیے نفرت اور عصبیت کا ماحول بنادیا گیا ہے، خاص طور پر ان ملکوں میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔
5. باأثر مغربی دانشوروں کے مطابق جب تک اسلامی دنیا کو مغلوب نہیں کیا جاتا اس وقت تک یہودی، صلیبی، تہذیب کے غلبے کا خواب پورا نہیں ہوسکے گا وہ اسلام کو مغرب کے لیے مغرب نے گلوبلائزیشن اور جمہوریت کے نعرے نئے انداز سے دنیا کے سامنے پیش کیے۔
6. مغربی ممالک میں اسلاموفوبیا کی بدولت مسلم مخالفت کی نئی شکل سامنے آئی ہے وہ یہ کہ مغربی راہنما کہنے لگے کہ مسلمان ہمارے نوجوانوں سے ملازمین چھین کر انھیں بے روزگاری کی دلدل میں دھکیل رہے ہیں لہذا مسلمانوں کی آمد پر پابندی لگائی جائے۔
7. یہودیوں نے روایتی حسد اور اسلام دشمنی کے جذبے سے کام لیکر اپنا پروپیگنڈہ تیز کردیا اور دنیا کی حقیقی صورتحال عام عوام کی نظروں سے اوجھل کردی اور مزید تم یہ کہ ہماری نوجوان نسل کو بے راہ روی اور عیاشی کی راہ پر لگادیا۔

سفارشات:

1. مغربی ممالک بالخصوص غیر مسلم ممالک میں موجود مسلم ممالک کے سفارتخانوں کو اسلام کا مثبت تاثر اجاگر کرنے کے لیے مقامی آبادی کے لیے پروگراموں کا انعقاد کروانا چاہیے۔
2. پاکستانی قیادت کو مغربی ممالک کی حکومتوں سے ملکر ان ممالک کے معاشروں سے اسلاموفوبیا کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے موثر کام کرنا چاہیے۔
3. مغربی ممالک میں جانے والے افراد کی باقاعدہ ٹریننگ کا اہتمام کیا جائے اور اصول وقواعد سے آگاہ کیا جائے۔
4. اوآئی سی کو دوسری اقوام اور عالمی تنظیموں پر دباؤ ڈالنا چاہیے کہ اسلاموفوبیا کے خلاف اقدامات کو یقینی بنائیں۔
5. عالمی تنظیموں مثلاً اقوام متحدہ اور او آئی سی میں ایسی علمی وتحقیقی سیریز جمع کروائی جائیں جن سے اسلاموفوبیا کے خلاف مزید آگاہی وتحریک پیدا ہو۔

Vol.5No.2 2022

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

6. پوری دنیا میں سیمینار منعقد کروانے کا اہتمام کیا جائے اور ایک ایسے انٹرنیشنل لیگل فریم ورک کی تشکیل دی جائے جو نہ صرف اسلاموفوبیا بلکہ تمام مذاہب کے خلاف تعصب کا سدباب کرے۔
7. اقوام متحدہ کو چاہئے کہ اسلاموفوبیا کے تدارک کے لیے موثر حکمت عملی اپناتے ہوئے اسلاموفوبیا کی مذمت کے لیے سرگرم کردار ادا کرے۔
8. مسلم قیادت ممالک، سماجی کارکنان اور تنظیموں کو اسلام کے حقیقی تصور کو اجاگر کرنے کی حتی المقدور کوشش کرنی چاہئے اور پوری دنیا کو اسلام کے صحیح چہرے سے روشناس کروانا چاہئے۔
9. غیر مسلم ممالک میں موجود پاکستانی سفارتخانوں اور مشنز کو مقامی آبادی میں اسلام کے متعلق صحیح آگاہی کے لیے کانفرنسز اور سیمینارز منعقد کروانے چاہیں۔
اسلاموفوبیا کی روک تھام کے لیے نشریاتی ادارے اور میڈیا کو مثبت کردار ادا کرنا چاہے۔